عرب جمہوریہ مصر ٢٧ جمادی الثانی ١٤٤١ھ

وزارت اوقاف ٢١ فروری ٢٠٢٠ء

سنت نبوی اور اس کی تشریعی حیثیت

اللہ تعالی نے اپنے انبیاء اور رسل کو انسانیت کی ہدایت، انہیں اندھیروں سے نکال کر نور ایمان کی طرف لانے اور انہیں تباہی وبربادی کے راستے سے بچا کر فلاح وکامیابی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے مبعوث فرمایا، ارشاد باری ہے: {لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ} "یقیناہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجااور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں"۔ اللہ تعالی نے رسالت کے سلسلے کو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا اور آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: {شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا* وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا} "اے نبی! یقیناہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، اور آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسالت لے کر تشریف لائے جو کہ ہر زماں اور مکاں کے لئے صلاحیت رکھتی ہے، آپ پر قرآن کریم کی صورت میں ایک ایسی محکم کتاب نازل کی گئی جس میں کسی صورت باطل داخل نہیں ہو سکتا، پھر اس کتاب قرآن کی تشریح اور بیان کے لئے آپ کی طرف سنت مطہرہ کا الہام کیا گیا، ارشاد باری ہے: {وما ينطِقُ عَنِ الهَوَى* إنْ هُوَ إلاّ وَحْيٌ يُوحَى} "اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے"۔ دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے: {وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ} "یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب

جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان فرما دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل عطا کی گئی ہے"۔

قرآن کریم میں تدبر اور غور کرنے والا شخص دیکھتا ہے کہ اللہ تعالی نے بہت سے مقامات پر اپنے حکم اور اپنے رسول کے حکم کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے، ارشاد باری ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ} "اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں"۔ اور اللہ تعالی نے اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضا کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: {وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ} "اور اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ انہیں راضی کریں اگر وہ مومن ہیں"۔

اسی طرح اللہ تعالی نے اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: {مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ} "جو رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔ اور اس اطاعت کو حصول رحمت کا ذریعہ قرار دیا، ارشاد باری ہے: {وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} " اور تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"، دوسری جگہ ارشاد فرمایا: {وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} "اور تم رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔ اور یہ اطاعت آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کی اتباع کرنے سے ہی ممکن ہے، ارشاد باری ہے: {قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ} "فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

امت کے تمام علماء اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت نبوی حجت ہے اور قرآن کے بعد قانون سازی کا دوسرا مصدر ہے، ارشاد باری ہے: {وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا} "اللہ تعالی نے تم پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور تمہیں وہ سکھایا ہے جسے تم نہیں جانتے تھے، اور اللہ تعالی کا تم پر بہت بڑا فضل ہے"۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: {وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا} "اور تمہارے گھر میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو، بیشک اللہ تعالی لطف فرمانے والا باخبر ہے"۔ اور سنت مطہرہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے قول، فعل اور تقریر کو شامل ہے، ارشاد باری ہے: {لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا} "یقینا تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زندگی کے تمام حالات میں ہمارے لئے نمونہ ہیں، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز بھی سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا، میں اسے حفظ کرنا چاہتا تھا، لیکن قریش نے مجھے اس سے منع کیا، اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز بھی سنتے ہو لکھ لیتا ہو، حالانکہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی اور بعض اوقات غصے کی حالت میں گفتگو فرمارہے ہوتے ہیں، سو میں نے لکھنا چھوڑ دیا، اور بعد میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ذکر کیا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "تم لکھا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے صرف حق ہی نکلتا ہے"۔

قرآن کریم قانون سازی کا پہلا مصدر ہے اور سنت مطہرہ اس کا دوسرا مصدر ہے، کیونکہ سنت مطہرہ قرآن میں مذکور احکام کی تشریع اور وضاحت کرتی ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مراد کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور آپ کا فیصلہ اور حکم درحقیقت اللہ کا فیصلہ اور حکم ہے، ارشاد باری ہے: {وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ} "اور کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا"۔ اور ارشاد باری ہے: {فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا} "سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں"۔ اور ارشاد باری ہے: {وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ} "جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے۔ اور اللہ تعالی نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت سے متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: {فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} "سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے"۔

سنت مطہرہ نے قرآن کریم میں مذکور بہت سے مجمل احکامات کی وضاحت و تشریح فرمائی ہے، قرآن کریم میں نماز اور زکوۃ کے بارے مجمل حکم آیا ہے، ارشاد باری ہے: {وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ} "اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو"۔ ہم سنت مطہرہ کی وضاحت کے بغیر نماز، زکوۃ، حج جیسے ارکان اسلام کو کیسے ادا کریں گے؟، اس کے لئے ہمیں سنت مطہرہ کی ضرورت ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے نماز کی کیفیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "تم اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو"، اور اپنے قول سے نماز کی کیفیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوں تو تکبیر تحریمہ کہو، پھر جس قدر ممکن ہو قرآن پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ تم رکوع کی حالت میں پر سکون ہو جاؤ، پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ تم بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تم سجدہ کی حالت میں پر سکون ہو جاؤ، پھر سجدے سے اٹھو یہاں تک کہ تم اطمئنان سے بیٹھ جاؤ، پس اسی طرح مکمل نماز ادا کرو"۔ زکوۃ کے بہت سے فروعی احکامات کی سنت مطہرہ نے وضاحت کی ہے اور اس کے نصاب کی مقدار بیان فرمائی ہے، اور اسی طرح حج کے بارے میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ سے مناسک حج لے لو"، ایک آدمی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ تم قرآن کو چھوڑ کر یہ کیا احادیث بیان کرتے رہتے ہو؟ انہوں نے اسے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر آپ اور آپ کے ساتھی قرآن پڑھیں، تو قرآن کے کس حصے سے آپ کو پتہ چلے گا کہ ظہر کی اتنی رکعتیں ہیں، عصر کی اتنی رکعتیں ہیں، عصر کی نماز کا یہ وقت ہے، مغرب کی نماز کا یہ وقت ہے، قیام میدان عرفہ میں کیا جاتا ہے، اور رمی جمرات اس طرح کی جاتی ہے۔

جس طرح سنت مطہرہ نے قرآن کریم کے بہت سے مجمل احکام کی وضاحت و تشریح فرمائی ہے اسی طرح اس نے مطلق احکام کو مقید بھی کیا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ سنت نے وصیت کو ترکہ کے تیسرے حصہ میں

مقید کر دیا ہے، اور یہ کہ وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کی حالت میں میری عیادت فرماتے تھے، میں نے عرض کی: میرے پاس مال ہے، کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "نہیں"، میں نے عرض کی آدھے مال کی وصیت کر دوں؟، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "نہیں" میں نے عرض کی: مال کے تیسرے حصے کی وصیت کر دوں؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "ہاں تیسرے حصہ کی اور تیسرا حصہ بہت زیادہ ہے، تمہارا اپنے ورثہ کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم اسے مفلس چھوڑ دو جو لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں"۔

برادران اسلام:

ہم تشریع میں سنت مطہرہ کی اہمیت، اس کی حجیت اور اس کی حیثیت کی تاکید کرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم ان چیزوں میں واضح فرق کرنا چاہتے ہیں جو عبادات کی سنن سے تعلق رکھتی ہیں اور جو عرف و عادات سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ زمان و مکان اور لوگوں کے عرف کے بدلنے سے تبدیل ہو جاتی ہیں، جیسا کہ وہ چیزیں جو لباس، ذرائع آمد و رفت وغیرہ، یہ لوگوں کے عرف کے تابع ہیں، ہر زمانے کا اپنا عرف اور عادات ہوتی ہیں جو کہ پہلے زمانے سے مختلف ہوتی ہیں، یہ کوئی معقول بات نہیں ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نام پر لوگوں کو ذرائع آمد و رفت، لباس اور کھانے پینے کی چیزوں میں مخصوص عادت پر مجبور کریں، عادات کا مرجع و مصدر عرف اور وہ تمام چیزیں ہیں جو اس دور اور معاشرے کے موافق ہو، بشرطیکہ وہ شریعت کے قطعی احکام کے مخالف نہ ہو، جس وقت امام شافعی رحمہ اللہ نے مرد کے لئے سر ڈھانپنے کو مروت کا لازمی عنصر قرار دیا تو یہ

اس دور اور معاشرے کے مطابق تھا، جبکہ آج کے دور میں اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ عرف اور عوامی ذوق اس کا انکار نہیں کرتے۔

ہم اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ سنت مطہرہ کے بدترین دشمن دو قسم کے ہیں: پہلی قسم دین کے نام پر تجارت کرتے والے ، اور اس میں تحریف کرنے والے ان لوگوں کی ہے جو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے دینی نصوص کو سیاق و اسباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں، اور خون ریزی کرتے ہیں، دین کے نام پر تخریب کاری کرتے ہیں، اور گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں، جبکہ دین ان سے بری ہے، یہی وہ غلو کرنے والے لوگ ہیں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متنبہ کیا ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے: " غلو کرنے والے ہلاک ہوگئے "، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے تین بار دوہرایا، اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف زبان دراز منافق کا ہے "۔

اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو علم اور اس کے آلات سے آراستہ نہیں کیا، ان کے خطرات کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھاتا کہ بندوں کے دلوں سے چھین لے، بلکہ وہ علماء کو اٹھانے سے علم کو اٹھالیتا ہے، یہاں تک کہ جب ان میں کوئی عالم باقی نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیتے ہیں، پس جب ان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ بغیر علم کے فتوی دیتے ہیں جس کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں "۔ سنت مطہرہ ہر اس انتہا پسندی سے بری ہے جو اسلام کی رواداری، اعتدال پسندی اور اس کے منہج کے مخالف ہو، اور انتہا پسندی کی ایک اور صورت بھی ہے کہ سنت مطہرہ کا مکمل انکار کیا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " عنقریب اپنے تکیے پر ٹیک لائے ہوئے ایک شخص میری احادیث بیان کرے گا، اور وہ کہے گا کہ میرے اور تمہارے درمیان بس اللہ کی

کتاب ہے، پس جو چیز ہم اس میں حلال پائیں گے اسے حلال قرار دیں گے، اور جو چیز اس میں حرام پائیں گے اسے حرام قرار دیں گے، سن لو جس چیز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے وہ اسی چیز کی طرح حرام ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے"۔

غلو اور تشدد اسلام کے منہج اور اس کی وسطیت سے دور انتہاپسندی اور اس سنت مطہرہ پر بہت بڑا ظلم ہے جو قرآن کریم کے عمومی مقاصد کے ساتھ مکمل موافقت رکھتی ہیں، اس کے مقاصد کو سمجھنے سے ہی ہم دین متین کے عمومی مقاصد سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، دین اسلام سراسر عدل، رحمت، رواداری، آسانی، اور انسانیت کا نام ہے، متقدمین اور معاصرین اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر وہ چیز جو ان عظیم مقاصد کے حصول کا باعث بنے وہی حقیقی اسلام ہے، اور جو چیز ان مقاصد کے مخالف اور متصادم ہے وہ اسلام، اس کے مقاصد اور اس کی اہداف سے متصادم ہے۔

ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سنت مطہرہ کو اس کے اہداف و مقاصد کی روشنی میں سمجھیں، اور اس کے مقاصد و اہداف کو سمجھے بغیر نصوص کے ظاہر تک ہی محدود نہ رہیں، اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم سنت مطہرہ کا معاصرانہ مطالعہ کریں جو دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہو، اور سنت مطہرہ کو لوگوں کے قریب کرنے کا باعث بنے، اور یہی وہ تجدید ہے جس کی سنت مطہرہ دعوت دیتی ہے، ارشاد نبوی ہے کہ: " اللہ تعالی ہر صدی کے شروع میں اس امت کے لئے ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے"۔

اے اللہ! ہمیں قرآن پاک اور سنت مطہرہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما، اور عالم اسلام کے تمام ممالک کی حفاظت فرما۔ آمین